بسم اللہ الرحمن الرحیم

اکابر تبلیغ کا مختصر تعارف

حضرت مولانا الیاس کاندھلوی، حضرت مولانا یوسف کاندھلوی، حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلوی، حضرت مولانا شیخ الحدیث زکریا کاندھلوی رحمہم اللہ کی بابرکت زندگیوں پر دیے گئے محاضرات کا مجموعہ، جس کو پڑھنے سے ان شاء اللہ اکابرِ تبلیغ کے احوال وآثار سے واقفیت ہوگی اور ان جیسا بننے کی فکر پیدا ہوگی۔ ان شاء اللہ

محاضر

مفتی محمد آصف قاسمی

استاذ ادارۂ کہف الایمان حیدرآباد

رابطہ نمبر: 9675873726

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتابچہ		اکابر تبلیغ کا مختصر تعارف
نام محاضر		مفتی محمد آصف قاسمی خادم التدریس کہف الایمان بورابنڈہ حیدرآباد
		فون نمبر:9675873726
صفحات		۳۰

فہرستِ مضامین

- حضرت مولانا الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ ۴
- حضرت مولانا یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ ۱۰
- حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلوی رحمہ اللہ ۱۹
- حضرت مولانا شیخ الحدیث زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ ۲۴

حضرت مولانا الیاس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ

مروجہ مشہور دعوت وتبلیغ کے بانی، مولانا علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول پانچویں دور کے دعوتی واصلاحی مجدد، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے مرید اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز خلیفہ، 14ویں صدی ہجری کے عظیم داعی مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر زندگی کا ذیل کی سطروں میں تذکرہ مقصود ہے۔

ولادت و پیدائش

آپ کی ولادت 1303ھ بمطابق 1875ء کو قصبہ کاندھلہ ضلع مظفر نگر (یوپی) میں ہوئی، آپ کا تاریخی نام "اختر الیاس" تھا، آپ کے والد ماجد کا نام حضرت مولانا محمد اسماعیل (جو خدا رسیدہ سیدھے سادے بزرگ) تھے، اور والدہ محترمہ کا نام بی صفیہ تھا۔

خاندانی پس منظر

کاندھلہ کا یہ خاندان دینداری کا گہوارہ تھا، مرد تو مرد عورتوں کی دینداری، عبادت گزاری، شب گزاری، غیر معمولی ذکر و اذکار، تلاوت قران، تفسیر قرآن کے حلقے، شخصیات کے مذاکرے اور ان کی صحبتیں اللہ نے میسر فرمائی تھی۔

تعلیم و تربیت

مولانا الیاس صاحب کا بچپن ننہال کاندھلہ اور بزرگوار والد کے پاس بستی حضرت نظام الدین میں گزرا، آپ نے قرآن مجید کی تعلیم کاندھلہ کے مکتب میں ایک حافظ صاحب سے حاصل کی، اور قران مجید والد بزرگوار کے پاس بستی نظام الدین دہلی میں دوران قیام حفظ کیا، ابتدائی کتابیں اپنے والد صاحب اور مولانا محمد ابراہیم کاندھلوی

سے پڑھیں۔

ابتدائی تعلیم کے بعد اپنے مشفق بھائی مولانا محمد یحییٰ (والد ماجد شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب) کے پاس گنگوہ تشریف لے گئے، (جو دو سال سے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی خدمت میں مقیم تھے) اور ان سے حدیث کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ اس طرح حضرت گنگوہیؒ کی صحبت ومجالست کی دولت شب و روز حاصل رہی۔ ۱۳۲۳ھ میں حضرت گنگوہیؒ دنیا سے رحلت فرما گئے اور اس طرح مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کا تقریباً آٹھ برس کا عرصہ حضرت گنگوہیؒ کی صحبت میں گزرا، حضرت گنگوہیؒ بچوں اور طالب علموں کو بیعت نہیں کرتے تھے، لیکن آپ کو بیعت کر لیا تھا۔

ایک مرتبہ آپ نے مولانا رشید احمدؒ گنگوہی سے عرض کیا کہ حضرت! ذکر کرتے ہوئے میرے دل پر بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ حضرت گنگوہیؒ یہ سن کر متفکر ہوئے اور فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اپنے مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے اس قسم کی شکایت کی تھی تو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے جواب دیا تھا کہ ''اللہ تعالیٰ آپ سے کام لیں گے۔''

امی بی (بی امۃ الرحمن، مولانا الیاس صاحب رحمت اللہ علیہ کی نانی جو مولانا مظفر حسین صاحب رحمت اللہ علیہ کے صاحبزادی تھیں) وہ الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا کرتی تھیں کہ اختر مجھے تجھ سے صحابہ کی خوشبو آتی ہے۔

کبھی پیٹ پر محبت سے ہاتھ رکھ کر فرماتیں: کیا بات ہے کہ تیرے سامنے مجھے صحابہ کی صورتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہے۔

مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں ابتدا سے صحابہ کی والہانہ شان کی ایک ادا اور ان کی دینی بے قراری کی ایک جھلک تھی، جس کو دیکھ کر مولانا شیخ الہند محمود حسن صاحب رحمہ اللہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جب میں مولوی الیاس کو دیکھتا ہوں تو مجھے صحابہ یاد آجاتے ہیں۔

1326ہجری میں حدیث کی تکمیل کے لیے آپ نے دارالعلوم دیوبند کا سفر کیا اور حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں شریک ہو کر بخاری اور ترمذی شریف کے سماعت کی اور بعد میں پھر اپنے بڑے بھائی مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمہ اللہ سے دورۂ حدیث کیا۔

درس وتدریس

ماہ شوال 1328ھ میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں آپ کا بحیثیت مدرس تقرر ہوا، آپ نے متوسطات کی کتابیں پڑھائیں، مظاہر علوم کی تدریس کے زمانے میں اکثر کتابیں ایسی پڑھائیں جو پہلے زمانہ طالب علمی میں بیماری اور دماغی کمزوری کی وجہ سے نہیں پڑھیں تھیں، دوران تدریس 1333ھ میں آپ کا سفر حج ہوا، 1334ھ میں اپنے بڑے بھائی مولانا محمد کاندھلوی (جو علاقہ نظام الدین میں بنگلے والی مسجد میں قائم مدرسے کے ذمہ دار تھے) کے انتقال پر اپنے شیخ محمد مولانا خلیل احمد صاحب کی اجازت اور مشورے سے نظام الدین بنگلہ والی مسجد میں قائم مدرسہ میں منتقل ہو گئے اور یہاں تدریس کی ذمے داری سنبھال لی، اس مدرسے میں زیادہ تر علاقہ میوات کے رہائشی بچے پڑھتے تھے۔

آپ کا اصلاحی وتبلیغی ایک اہم کارنامہ

آپ نے دعوت وتبلیغ کا یہ مقدس کام بستی نظام الدین دہلی کی ایک چھوٹی سی مسجد بنگلہ والی" سے اس کا آغاز کیا اور ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۹۲۶ء میں تبلیغی تحریک کی بنیاد ڈالی۔

حضرت مولانا اسیر دروی مدظلہ اپنی کتاب" دارالعلوم دیوبند، احیائے اسلام کی عظیم تحریک میں آپ کے تبلیغی کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں: آپ نے تعلیم دین کے کام کا آغاز ایک ایسی قوم سے کیا جو اس مہذب دنیا میں بھی تہذیب و تمدن، اخلاق وشرافت، دین و دیانت کی کوئی ہلکی سی کرن بھی اُن کی آبادیوں پر نہیں پڑی تھی، اس قوم کو مئو یا میواتی کہا جاتا ہے، جو دہلی سے جانب جنوب ایک وسیع وعریض

سرزمین میں آباد ہے، تقریباً 30 لاکھ کی آبادی ہے، وہ اپنے کو مسلمان کہتے تھے لیکن کسی رُخ سے بھی وہ مسلمان کہلائے جانے کے مستحق نظر نہیں آتے تھے۔ ان کے نام ماتا سنگھ، پرہلاد سنگھ، بھیم سنگھ جیسے ہوتے تھے۔ پوجا پاٹ پر اتر آتے تھے تو دیوی دیوتاؤں اور بھوانی تک کی پرستش کرڈالتے تھے۔ حد تو یہ ہے کہ گوبر تک کی پوجا کرتے تھے۔ ان کے مراکز عقیدت اور عبادت گاہوں کے نام بھی ہندوانہ تھے۔ مثلاً: پانچ پیرا، بھیسا، چاہنڈ، کھیڑ دیو اور مہادیوی، وہ ان پر قربانیاں چڑھاتے تھے، شب براءت بھی مناتے تھے، سید سالار مسعود غازی کا جھنڈا بھی اٹھاتے اور کہہ سکتا تھا، یہی حال میو یا میواتیوں کا تھا، ایسی ہی بنجر زمین میں تبلیغ کا پودا لگایا گیا۔ جس کی نشو ونما کا ظاہری اسباب کے تحت کوئی موقع نہیں تھا۔ لیکن خدا جب اپنے کسی مخصوص بندے سے کام لینا چاہتا ہے، تو اس کے ہاتھ میں لوہے کو بھی موم بنا دیتا ہے، پتھر کو بھی پگھلا دیتا ہے۔ سنگلاخ زمین کو سرسبز و شاداب، رنگین وخوش نما پھولوں کا چمنستان بنا دیتا ہے، چناں چہ انہیں بندوں میں آپ کا بھی شمار ہے کہ آپ کے ذریعہ میئو قوم کی اصلاح ہوئی۔

مولانا الیاس صاحب میواتیوں کو دہلی بنگلہ والی مسجد میں لاتے اور وہاں ان کو دین سکھاتے، شام میں دو دو آنے مزدوری لیتے، دھیرے دھیرے ان کے اندر شوق پیدا ہونے لگا اور احساس ہونے لگا کہ وہ کس قدر پستی میں ہے، پھر ان لوگوں کے اندر یہ جذبہ پیدا ہوا کہ وہ جو دین کی باتیں سیکھ رہے ہیں وہ دوسروں کو بھی جا کر سکھائیں۔

حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ان کے برادر نسبتی حضرت مولانا احتشام الحسن کاندھلوی ان کے کار دعوت وتبلیغ میں ان کے ساتھ مصروف ہو گئے، انہوں نے حضرت مولانا الیاس صاحب کے ساتھ اس کام کو منظم کیا، اصول مقرر کیے اور اس کام کی تائید ملک کی عظیم اور مرکزی شخصیات حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب، مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی، مولانا قاری محمد طیب صاحب دیوبندی، مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا سید سلیمان صاحب ندوی رحمہم اللہ کی طرف سے ان کو حاصل ہوئی؛ بلکہ ان

میں سے متعدد نے دعوتی اجتماعات میں حصہ بھی لیا۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تو قلمی ذریعے سے بھرپور تعاون فرمایا اور اس کام میں لگنے والوں کے لیے ایک دینی نصاب "تبلیغی نصاب" کے نام سے تیار کیا (جو موجودہ زمانے میں فضائل اعمال کے نام سے جانی جاتی ہے) ان کے بعد مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مظاہر علوم سہارنپور، ندوۃ العلماء لکھنو اور دار العلوم دیوبند کے فضلاء (مولانا محمد منظور نعمانی، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا عبید اللہ بلیاوی اور مولانا مفتی زین العابدین صاحب وغیرہ) ان حضرات کا بڑا تعاون ملا۔

بیعت وخلافت

اولاً حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے بیعت ہوئے، ان کے وصال کے بعد حضرت شیخ الہند کے مشورہ سے مولانا خلیل احمد محدث سہارن پوری سے بیعت ہوئے، اور ان کی ہی نگرانی میں منازل سلوک طے کیے اور نیابت وخلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔

وفات

مختصر علالت کے بعد 21 رجب المرجب 1363ھ بمطابق 121943 جولائی کو بوقت صبح دہلی میں انتقال ہوا، اور وہیں مدفون ہے، انتقال سے قبل اپنے صاحبزادے مولانا محمد یوسف صاحب کو بلایا اور فرمایا یوسف آمل ہم تو چلے اور صبح کی اذان سے پہلے جان آفریں کے سپرد کر دی۔ آپ کی جسمانی یادگار تو صاحبزادے مولانا محمد یوسف صاحب تھے ہی، جنہوں نے اپنے والد کے نقش قدم پر چل کر تبلیغ ودعوت کی اس تحریک کو ہندوستان گیر سے عالم گیر بنایا اور دنیا کے ہر ہر خطہ میں پہونچایا، وہ بھی ۱۳۸۵ھ میں اپنے والد ماجد سے جا ملے۔

آپ کی روحانی یادگار عالمگیر تحریک تبلیغ ہے جو اس وقت کروڑوں انسانوں کی فلاح وبہبود کا ذریعہ بنی ہے اور برابر اس میں وسعت پیدا ہوتی جارہی ہے، آپ نے اپنے انتقال سے پہلے فرمایا تھا، لوگ آدمی چھوڑ کر جاتے ہیں، میں اپنے پیچھے پورا ملک

چھوڑ کر جار ہا ہوں۔

مصادر و مراجع

1 تذکرۂ اکابر

2 مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت

3 تبلیغ بالیقین کا رنبوت ہے۔

4 متعدد مضامین

حضرت مولانا یوسف صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ

آج آپ حضرات کے سامنے مشہور ومعروف جید عالم دین، مبلغ اسلام، بانی تبلیغ مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ کے خلف ارشد، تبلیغی جماعت حضرت نظام الدین دہلی کے امیر ثانی، مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ہوگا۔

ولادت

آپ کی ولادت کاندھلہ مظفر نگر (یوپی) میں 25 جمادی اولیٰ 1335ھ بمطابق 20 مارچ، 1917ء بروز چہار شنبہ ہوئی، بعض اخبارات کے مطابق آپ کی ولادت نظام الدین دہلی کی بتلائی جاتی ہے جو کہ غلط ہے، آپ کا عقیقہ جمادی الثانی 1335ھ کو ہوا، آپ کے والد اس وقت مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں مدرس تھے۔

ماحول اور بچپن

مولانا یوسف صاحب رحمہ اللہ نے جس ماحول میں آنکھیں کھولی اور پرورش پائی وہ خاندان خیر القرون کا نمونہ تھا، مرد تو مرد عورتیں تک دینداری اور تقوی میں ممتاز تھیں، خاندان میں قرآن مجید کا حفظ کرنا معمول سا بن گیا تھا، بچے بوڑھے، مرد وعورت عموماً حافظ ہوتے تھے، گھر کی عورتیں تلاوت، ذکر واذکار اور نوافل وغیرہ کا بڑا اہتمام کرتیں، ہر طرف علم کا چرچا اور تقوی کی فضا قائم تھی، خود خاندان کے اندر کثیر تعداد میں علماء، فضلا اور اہل کمال بزرگان دین موجود تھے، آپ کے عم مکرم مولانا محمد صاحب خود والد ماجد حضرت مولانا محمد الیاس صاحب اور خاندان کے دوسرے اکابر بقید حیات تھے۔

خاندان کاندھلہ کی گھر کی عورتیں کھانا پکاتے اور جھاڑو دیتے وقت ہزاروں تسبیحات اور دسیوں پارے قرآن مجید کی تلاوت کر لیتی تھیں اور دیگر کام کاج کرتے

ہوئے حضرات صحابہ کے واقعات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کا مذاکرہ کرتی تھیں۔

اندازہ کیجئے کہ جن عورتوں کی شب و روز کی زندگی سادہ اور سنت کے مطابق ہوگی ان کا دودھ پینے والے اور ان کی آغوش میں پرورش پانے والے بچے کیسے اوصاف وکمالات والے ہوں گے۔

مولانا یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا: میری والدہ جب میں بہت چھوٹا تھا، مجھے صبح کی نماز کے لیے اٹھایا کرتی تھیں اور میں اٹھ کر پھر سو جایا کرتا تھا ،جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ میری صبح کی نماز قضا ہو جاتی۔ایک دن میری والدہ نے حضرت جی یعنی والد صاحب سے کہا: میں یوسف کو روزانہ اٹھاتی ہوں؛ مگر یہ سو جاتا ہے، فرمایا: یوسف لوگوں کو نماز کے لیے اس قدر اٹھائے گا کہ تھکے گا نہیں۔

جب حضرت یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ کی عمر تین سال کی تھی تو آپ والدہ محترمہ کے ساتھ سہارنپور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کے یہاں آئے، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری دریافت کرتے کہ ہاں بھائی کہاں جاؤ گے تو کہتے: حج کو جاؤں گا، فرماتے کس پر بیٹھ کر جاؤ گے تو کہتے آپ کی خادمہ بی رحمتی کے بکری کے بچے پر بیٹھ کر جاؤں گا، اس پر حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری بہت خوش ہوتے۔

تعلیم وتربیت

ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں قاری معین الدین صاحب سے تجوید سیکھی، 10 سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ مکمل کیا، حفظ کے بعد اپنے والد ماجد حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ سے مدرسہ کاشف العلوم بستی نظام الدین میں عربی کتابیں پڑھنی شروع کی، کئی کتابیں مثلا میزان الصرف، منشعب، صرف میر، نحو میر وغیرہ اپنے والد سے اور دیگر اساتذہ سے پڑھی۔

اور متوسطات میں فقہ کی کتابیں کنز الدقائق تک حافظ مقبول حسن گنگوہی سے پڑھی، 1351ھ میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ سفر حج پر تشریف لے

جانے لگے تو مولانا محمد یوسف صاحب کو مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں داخل کر دیا، وہاں اس سال آپ نے ہدایہ اولین، مشکوۃ شریف اور دیگر درسی کتب متعدد علمائے کرام سے پڑھنے کا شرف حاصل کیا، دوران تعلیمی آپ نے روات صحابہ وتابعین کی تحقیقات کا کام شروع کر دیا تھا۔

حدیث کی تعلیم وتکمیل

1354ھ میں مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ نے مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ کو دوبارہ مدرسہ مظاہر علوم میں داخل کیا، اور آپ نے وہاں صحاح اربعہ مختلف ماہر اساتذہ سے پڑھی، مولانا انعام الحسن صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ بھی آپ کے ہم درس ورفیق تھے؛ لیکن تعلیمی سال ختم ہونے سے پہلے ہی مولانا یوسف صاحب رحمہ اللہ کو علالت کی وجہ سے مظاہر علوم سے نظام الدین بستی آنا پڑا، ساتھ میں مولانا انعام الحسن صاحب رحمہ اللہ بھی آ گئے اور صحاح اربعہ کا مابقیہ حصہ اور صحاح ستہ کی باقی دو کتابیں ابن ماجہ اور نسائی کے علاوہ شرح معانی الاثار، طحاوی، مستدرک اور حاکم بھی اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد الیاس صاحب سے پڑھیں۔

تعلیم کا شوق اور خالص علمی مشغلہ

مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ کو بہت ہی کم عمری سے تعلیم کا انتہائی شوق تھا، عام لڑکوں کی طرح وہ اپنے فرائض سے غافل نہیں رہتے تھے اور نہ کھیل کود میں اپنا وقت ضائع کرنا پسند کرتے تھے، وہ کسی ایسے کام کو پسند نہیں کرتے تھے جو تعلیم میں کسی طرح بھی حارج ہو۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دہلی کے حضرات کا میرے چچا جان (حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ) پر بہت اصرار ہوتا کہ صاحبزادہ سلمہ کو شادی میں ضرور ساتھ لائیں؛ مگر مرحوم اپنے طلبِ علم میں اس قدر منہمک تھا کہ اُن کو یہ حرج بہت ناگوار ہوتا، بسا اوقات اس کی نوبت آئی کہ ان اوقات

میں اس نا کارہ کا دہلی جانا ہوا تو عزیزم مرحوم مجھ سے جاتے ہی وعدہ لے لیتے کہ بھائی جی! فلاں جگہ جانے کو آپ نہ کہیں۔ اور جب چچا جان مجھ سے یہ ارشاد فرماتے کہ یوسف کو بھی ساتھ لے لو تو میں انہیں معذرت کرتا کہ انہوں نے آتے ہی مجھ سے وعدہ لے لیا ہے کہ میں نہ کہوں۔

دوسرا واقعہ

مولانا کے علمی انہماک اور مطالعہ سے گہری وابستگی سے متعلق آپ کے ساتھی حافظ محمد صدیق صاحب نوح والے فرماتے ہیں: حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ مسجد کے جنوبی حصے کے اوپر والے کمرے میں کتابوں کا مطالعہ کرتے رہتے اور لکھتے رہتے تھے، رات دیر تک بیدار رہتے اور آخر رات کو سو جاتے، صبح کی نماز کے وقت حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ حوض کے کنارے سے آواز دیتے، اس آواز پر حضرت مولانا یوسف صاحب رحمہ اللہ جی کہہ کر اٹھتے، خود حضرت مولانا یوسف صاحب رحمہ اللہ اکثر فرماتے تھے: کہ عام طور پر میں تین بجے رات تک جاگتا اور علمی کاموں میں اتنا منہمک ہو جاتا کہ پتہ تک نہیں چلتا کہ کمبل پیروں سے ہٹ کر کہاں پڑا ہے۔

تیسرا واقعہ

مولانا نور محمد یاجوئی (جو مولانا کے شروع سے ہی سفر وحضر کے ساتھی تھے) وہ بیان کرتے ہیں: مولانا بچپن میں اکثر دہلی کے کتب خانوں کا چکر کاٹتے تھے، خصوصا کباڑیوں (پرانی چیزیں بیچنے والوں) کے یہاں بہت جاتے اور سستے داموں پر قیمتی سے قیمتی کتابیں خرید لاتے۔

1356ھ میں جب والد محترم حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ حج کو تشریف لے گئے تھے، اس میں کھانا پکانے کی باریاں مقرر ہوتی تھیں، روٹی میں پکاتا اور سالن مولانا محمد یوسف صاحب پکاتے، مولانا کی جب باری ہوتی تو اپنا کام جلدی سے پورا کر کے کتب خانوں میں چلے جاتے اور قیمتی سے قیمتی اور نایاب سے نایاب

کتابیں خرید لاتے اور اگر کبھی کتب خانوں میں جانا نہ ہوتا تو ان خرید کردہ کتابوں کے مطالعے میں مشغول ہو جاتے ،اسی انہماک اور کتابوں کے جمع کرنے کے شوق کا یہ نتیجہ ہے کہ مولانا کے ذاتی کتب خانہ (جو انہوں نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے) میں تقریبا 40/ ہزار کی مالیت کی کتابیں ہوں گی۔

درس وتدریس

1357ھ میں حجاز سے واپسی کے بعد آپ نے تدریسی زندگی کا آغاز کیا اور ساتھ ہی تصنیف وتالیف کا مشغلہ اختیار کیا، آپ کے زیر درس عموما ابوداؤد شریف رہا کرتی تھی، مابقیہ اوقات کو تصنیفی اور تالیفی کاموں میں صرف کرتے تھے۔

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے اشارے سے امام طحاوی رحمہ اللہ کی شرح امانی الاحبار فی شرح معانی الاثار کے نام سے ایک کتاب لکھنی شروع کی، جس کا سلسلہ آخر عمر تک رہا یہ مولانا کی تصنیف کی ابتدا تھی جو تین جلدوں پر پوری ہوئی، جس کے دو حصے طبع بھی ہو گئے اور تیسرا حصہ زیر تالیف تھا کہ وقت موعود آ گیا۔

نکاح اور رخصتی

3 محرم 1354ھ کو مظاہر علوم کے سالانہ جلسے میں شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ کی بڑی صاحبزادی کے ساتھ مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ کا نکاح ہوا، (اور اسی مجلس میں دوسری صاحبزادی کا نکاح مولانا انعام الحسن صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ ہوا) حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے نکاح پڑھایا۔اس نکاح میں دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم نیز دوسرے مقامات کی علماء ومشائخ شریک تھے، تقریبا ایک سال کے بعد رخصتی بھی اچانک اور پوری سادگی کے ساتھ ہوئی، اس وقت چونکہ مظاہر علوم کے سرپرستوں کا جلسہ ہو رہا تھا اور مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمہ اللہ بھی تشریف فرما تھے، اسی وقت رخصتی کا فرض ادا کر لیا گیا اور رخصتی بھی حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے گھر میں ہوئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے شبِ عروسی پر عمل کرتے ہوئے،

اور دوسرے دن صبح کو مختصر دعوت ولیمہ ہوئی۔نکاح کے تقریباً چار سال بعد 23-24 رمضان المبارک 1358ھ دوشنبہ اور سہ شنبہ کے درمیانی شب میں اللہ تعالی نے مولانا یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ کو ایک فرزند محمد ہارون نامی عطا فرمایا۔

بیعت وخلافت

مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ اپنے علمی مشغولیتوں اور تصنیفی مصروفیتوں میں اتنے زیادہ منہمک تھے کہ انہوں نے اس طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی، ایک مدت کے بعد حضرت شیخ الحدیث (جو مولانا کے مربی، مشفق استاد اور محبت کرنے والے بھائی بھی تھے) کے توجہ دلانے پر انہوں نے اس طرف توجہ دی اور 1354ھ مطابق 1935ء کو حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ کے دستِ مبارک پر بیعت سے مشرف ہو گئے، چونکہ اللہ تعالی کو مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ سے دین کی خدمت اور دعوت الی اللہ کا بڑا کام لینا تھا جو ان کے والد ماجد کی زندگی بھر کا سرمایہ تھا؛ اس لیے انہیں کی نیابت ان کے مقدر میں لکھی ہوئی تھی۔ بیعت کے بعد مولانا نے والد بزرگوار اور مشائخ کی توجہ سے اپنے اندر ایسی استعداد پیدا کر لی تھی جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے، مولانا علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ایک بار حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا: یہاں جتنے لوگ رہتے ہیں ان سب میں یوسف کی استعداد اعلیٰ ہے۔

تزکیہ واحسان اور اکابر تبلیغ

ہمارے اکابر تبلیغ کے یہاں اعتکاف کا بھی مستقل معمول تھا، اور ایک بڑے مجمع کے ساتھ اعتکاف فرماتے تھے اور دعوت کے کام کے ساتھ ساتھ اس کا بھی بڑا اہتمام فرماتے تھے، دعوت وتبلیغ کے ذمہ دار حضرات کا اعتکاف کرنا نہایت ضروری ہے؛ اس لیے کہ اکابر ومشائخ کے یہاں رمضان المبارک خاص ذوق وشوق اور حلاوت کا مہینہ ہے، اس ماہ میں ان کی طاعات وعبادات بالخصوص تلاوت قرآن پاک میں کمیت و

کیفیت کے اعتبار سے نمایاں اضافہ ہو جاتا ہے، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کے یہاں بھی رمضان المبارک اور اس کے آخری عشرہ کے اعتکاف کا بہت اہتمام ہوتا تھا، مولانا محمد یوسف صاحب بھی ان ہی خاصانِ خدا میں تھے جو اس ماہ سے پورا پورا لطف و سرور حاصل کرتے اور دعوتی مشاغل کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت، تسبیحات، اورادووظائف کا کچھ زائد ہی اہتمام فرماتے تھے، نیز تصنیف و تالیف کا اوسط اس ماہ میں پورے سال کے مقابلہ میں بڑھ جایا کرتا تھا۔ (تزکیہ واحسان اور اکابر تبلیغ، ص: ۵۷)

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کی فکر وخواہش

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ باوجود اس کے کہ مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہکی علمی اور تصنیفی مشغولیتوں کو پسندیدہ نگاہ سے دیکھتے اور اس کی قدر کرتے؛ لیکن تبلیغ سے عدمِ مناسبت یا برائے نام تعلق کو ناپسند فرماتے اور باصرار تبلیغ کے کاموں اور پروگراموں میں شرکت کرنے پر مجبور کرتے، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہکو جو تڑپ اور بےچینی تھی وہ چاہتے تھے کہ ان کا فرزند بھی اس بےچینی اور بےقراری میں ان کا شریک ہوں؛ اس لیے بعض دفعہ اس سلسلے میں سختی کی نوبت آجاتی اور حکماً میوات بھیج دیتے تھے۔

اللہ تعالی نے مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ کو وراثت میں سعادت، ذہانت اور دین سے تعلق ومحبت کا جذبہ عنایت فرمایا تھا؛ اس لیے وہ والد ماجد کی حکم پر اپنی ساری مشغولیتوں کو چھوڑ کر اور وقت نکال کر بعض اجتماعات میں شرکت فرما لیتے اور تھوڑے عرصے کے لیے جب تک وہ اجتماع میں رہتے یا تبلیغی سفر میں رہتے دینی جذبہ اور تبلیغی شوق بیدار ہو جاتا اور دبی ہوئی چنگاری سلگ اٹھتی، لیکن جب واپس آ کر اپنے علمی کاموں میں لگ جاتے تو وہ جذبہ پھر دب جاتا۔

جب بھی مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ اپنے والد ماجد کے حکم پر تبلیغی اسفار میں ہوتے خواہ وہ کسی جماعت کے ساتھ ہو یا اپنے والد ماجد کے ہمراہ تو حضرت مولانا

محمد الیاس صاحب اس طرح خوشی کا اظہار فرماتے جیسے ان کی کھوئی ہوئی مایہ دوبارہ مل گئی ہو اور وہ مسرت سے جھوم اٹھتے۔

ایک مرتبہ مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ اپنے والد ماجد کے بحکم چلہ لگانے کا ارادہ فرمالیا، مولانا محمد یوسف صاحب کو رحمہ اللہ اس چلے سے جن کیفیات کا احساس ہوا اور جو شرح صدر ہوا، اس کا ذکر وہ کبھی کبھار فرمایا کرتے تھے، مولانا کا یہ چلہ بڑے مجاہدوں اور مشقتوں کا گزرا، ہر ہر گاؤں میں اجتماع کرتے اور ان اجتماعات سے جماعتیں نکالتے، اگر کسی اجتماع سے جماعت نہ نکلتی تو اس گاؤں میں کھانا نہ کھاتے اور کوشش میں لگے رہتے، یہاں تک کہ جماعت نکال کر روانہ کر دیتے، جو لوگ اس ایک چلے میں مولانا کے ساتھ تھے وہ بیان کرتے ہیں: بعض دفعہ کئی کئی دن فاقے میں گزر جاتے، لوگ کھانے پر اصرار کرتے؛ لیکن مولانا اپنی شرط سامنے رکھتے ہیں۔

مولانا یوسف صاحب رحمہ اللہ کے اصرار اور درد واثر میں ڈوبے ہوئے کلمات اور ترغیب سے ایک پرانے کام کرنے والے میواتی قصبہ نوح کے رہنے والے ایسے نازک وقت میں کہ ان کے لڑکے کا انتقال ہو گیا تھا، اس خیال سے کہ تدفین ہو ہی جائے گی، اس وقت ہماری تبلیغ کو ضرورت ہے، تدفین سے پہلے ہی جماعت میں نکل گئے اور ایثار وقربانی کی روشن مثال پیش کر دی۔

آپ کے علمی وتبلیغی کارنامے

۱۲۶۳ھ میں جب والد ماجد کی وفات ہو گئی تو آپ نے ان کی جانشینی سنبھالی اور شب وروز تبلیغی کاموں میں اپنے اوقات کو صرف فرمایا، اللہ تعالی نے آپ کے ذریعے سے ملکی اور عالمی سطح پر دعوت وتبلیغ کا کام لیا، والد ماجد کے انتقال بعد ہندوستان اور پاکستان کے دورے اور اجتماعات کی ترتیب بنائی، مسلم اور غیر مسلم ممالک میں تبلیغ اور اس کی نقل وحرکت کی شکلیں بنائی، دعوت وتبلیغ کے اصول وآداب اور ہدایات مقرر کیے گئے، الغرض! آپ کی ذات سے دعوت وتبلیغ کو کافی ترقی ملی۔

آپ نے بہت سی کتابیں بھی تصنیف کیں جو آپ کا زبردست علمی کارنامہ ہے، امانی الاحبار فی حل شرح معانی الاثار" اور حیاۃ الصحابہ" آپ کی بہترین تصانیف ہیں۔

وفات

29 ذی قعدہ 1384ھ مطابق 2 اپریل 1965ء بروز جمعہ دو بج کر 50 منٹ پر 21 برس تک مسلسل اللہ کے لیے اور اس کے دین کے لیے جان کھپانے والی یہ بابرکت ہستی لاہور پاکستان میں اس دنیا فانی دنیا سے عالم جاویدانی کی طرف رحلت فرما گئی، جنازہ لاہور سے دہلی لایا گیا اور دہلی میں ہی مدفون ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مصادر و مراجع

1 تذکرہ حضرت مولانا یوسف صاحب رحمہ اللہ، مفتی عزیز الرحمن صاحب
2 سوانح حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ مولانا سید محمد ثانی حسنی
3 بڑوں کا بچپن
4 تذکرہ اکابر

حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلوی رحمہ اللہ

مولانا انعام الحسن کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ دعوت وتبلیغ کے امیر ثالث، حضرت جی مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز خلیفہ، دس سالہ صحبت یافتہ، مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے سرپرست، نظام الدین مرکز کے ابتدائی خطوط نویس تھے۔

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت 8 جمادی الاولی 1336ھ مطابق 20 فروری 1918ء بروز چہار شنبہ صبح نو بجے اپنے آبائی وطن قصبہ کاندھلہ (جسے ہندوستان کے نامور علماء، محدثین اور صوفیاء کا وطن ہونے کا صدیوں سے شرف حاصل ہے) ضلع مظفر نگر (یو پی) میں ہوئی، ساتویں دن سہ شنبہ 14 جمادی الاولی 26 فروری کو مسنون عقیقہ ہوا، دو نام تجویز کیے گئے؛ انعام الحسن اور اعجاز الحسن، پہلا نام پسند کیا گیا اور وہی مشہور ہوا۔ مولانا انعام الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن کا اکثر وقت اپنے نانا مولانا حکیم عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سایۂ عاطفت میں ان کے مکان حمید منزل میں گزرتا، اس وقت مولانا کی والدہ حکیم صاحب کی اہلیہ کی معذوری اور گھریلو ضروریات کی وجہ سے اکثر وہیں رہتی تھیں، والد محترم کا نام اکرام الحسن تھا جو مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی بھانجے اور حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پھوپی زاد بھائی تھے۔

بچپن کے کچھ حالات

مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نوعمری میں اچھے خاصے شریر، ہم عمر بچوں پر خوب حکومت کرنے والے، خاندان کی طرح سیر اور شکار کے نہایت شوقین اور نشانہ باز تھے، انگریزی کھیلوں کا ذوق تھا؛ والی بال اور ہاکی وغیرہ، جو ننھیالی مکان (حمید منزل) کے

سامنے والے میدان میں ہوتے تھے،آپ کے والد ماجد تربیت کے سلسلے میں ترھیب کے بجائے ترغیب سے کام لیتے تھے، چنانچہ بچپن میں نماز کا عادی بنانے کے لیے آپ نے کہہ رکھا تھا کہ اگر باجماعت نماز پڑھو گے تو انعام کے طور پر ماہانہ ایک روپیہ ملے گا۔

تعلیم وتربیت

ابتدائی تعلیم کاندھلہ کے اندر جامع مسجد کے قدیم مدرسے کے ماہر استاد حافظ رحیم بخش عرف حافظ منگتو صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہوئی، 10 سال کی عمر میں حفظ کی تکمیل ہوئی،آپ نے عالمیت کی ابتدائی کتابیں اپنے نانا جان مولانا عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور میزان ،منشعب اور ہدایۃ النحو وغیرہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے دہلی جا کر پڑھیں، فارسی زبان میں کافی ماہر تھے،آپ کریما، گلستان اور بوستان کے متعلق فرماتے ہیں کہ مجھے ان سے بڑی محبت تھی؛ کیوں کہ ان میں بچوں کے لیے حکایات ہیں اور بڑوں کے لیے ہدایات ہیں،آپ 13 سال کی عمر میں مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مدرسہ کاشف العلوم میں تین سال رہ کر درسی کتب میں خوب محنت کی ،مثلاً صرف،کافیہ،ادب لغت وغیرہ۔

جب 29 شعبان 1351ھ میں مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ سفر حج پر روانہ ہوئے تو پھر آپ نے شوال 1351ھ میں مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں داخلہ لیا، ابو داؤد شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے، بخاری شریف حضرت مولانا عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ سے، مسلم شریف حضرت مولانا منظور صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے، ترمذی شریف مولانا عبدالرحمن کامل پوری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں، دورۂ حدیث کی تکمیل سے قبل ہی حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی علالت کی بنا پر ان کے ہمراہ واپس نظام الدین تشریف لے گئے اور باقی ماندہ حصہ کی تکمیل کے ساتھ ساتھ صحاح کی باقی دو کتابیں ابن ماجہ اور نسائی نیز شرح معانی الاثار (طحاوی) اور مستدرک حاکم حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے

پڑھیں، تکمیل دورۂ حدیث حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہوئی۔

درس وتدریس

فراغت کے بعد علالت کا ایک طویل عرصہ اپنے وطن کاندھلہ میں گزار کر پھر واپس نظام الدین چلے گئے اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست راست، حامی و مددگار اور اصلاح وتبلیغ کے دل و دماغ بن کر سفر و حضر میں ان کے رفیق بنے رہے، نظام الدین پہنچنے پر دعوت وتبلیغ کے ساتھ ساتھ درس وتدریس کا مشغلہ بھی اختیار فرما لیا اور متعدد فنون کی کتابوں کے علاوہ سالہا سال تک حدیث کی مختلف کتابیں آپ کے زیر درس رہیں، اس طرح آپ نے تدریس اور تبلیغ دونوں خدمات کو جمع فرمایا۔

آپ کے علمی مقام ومرتبے کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ آپ کی کچھ باتوں کو حضرت اقدس شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب لامع الدراری کے حاشیہ میں آپ کے نام سے نقل کیا ہے، علمی گہرائی اور تبحر فی العلم کی صورتِ حال یہ تھی کہ حضرت جی مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو 'حیاۃ الصحابہ' اور 'امانی الاحبار' کی تالیف میں کسی مقام پر علمی الجھن پیش آتی تو اولاً خود ہی غور وفکر فرماتے، کتابوں کا مطالعہ کر کے تلاش فرماتے؛ مگر پھر بھی حل نہ ملتا تو مولانا عبداللہ طارق صاحب کو آپ کی خدمت میں بھیجتے کہ جاؤ، مولانا انعام الحسن سے دریافت کرو۔ مولانا عبداللہ طارق صاحب کے بقول عامۃً ایسا ہوتا کہ کتاب کے اس مقام کو دیکھ کر فوراً ہی اس کا حل بتا دیتے تھے، دو مرتبہ فتاوی عالمگیری مطالعۃً ختم فرمائی تھی۔ اس سے آپ کے علمی شغف اور ذوق مطالعہ کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

حضرت جی انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قول کے مطابق 13 حج، دوسرے قول کے مطابق 17 حج اور 6 عمرے ادا فرمائے، پہلا حج مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ 20 سال کی عمر میں فرمایا تھا۔

آغازِ دعوت کیسے ہوا (مولانا یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ کے تذکرے میں اس کا تذکرہ آچکا ہے)

تبلیغی خدمات

انتخاب امیر اور اس کا اعلان

مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد تبلیغی کام کرنے والے خصوصاً اور تمام علمائے اصحاب قدر عموماً آزردہ و غمگین تھے، بے شمار لوگوں کی اس پر نظریں لگی ہوئی تھی، کہ اب حضرت امیر ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد تبلیغی جماعت کا سربراہ کون مقرر ہوگا؟ عوام منتظر کہ ہماری زمام کس کے سپرد ہوتی ہیں، حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے بہت زیادہ غور وفکر، اکابر اور دعوتی احباب سے مسلسل مشاورت کے بعد حضرت مولانا سید فخر الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ (شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند) کے ذریعے مجمع عام میں تبلیغی جماعت کے آئندہ امیر مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہونے کا اعلان کروا دیا، غالباً اس وقت مناسب ترین فیصلہ یہی تھا؛ کیوں کہ آپ تقریباً 23 سال سے سفر وحضر میں مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھے، دعوت وتبلیغ کے نشیب و فراز اور حالات ولمحات پر گہری نظر رکھنے والی معتمد شخصیت تھی، خود آپ نے دورِ الیاسی میں دعوت کا آغاز دیکھا، دورِ یوسفی میں اس محنت کا شباب دیکھا اور خود اپنے دور میں دعوت کا عروج دیکھا؛ اس لیے آپ کام میں بڑی وسعتِ نظر رکھنے والے تھے۔

وفات

دعوت وتبلیغ کے بانی مولانا الیاس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعد اس دعوتی محنت کے بقاء واستحکام کے لیے جن پانچ افراد کو امتیازی طور پر منتخب کیا تھا، ان میں سے ایک مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے، مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ اس دعوتی محنت کے تیسرے امیر منتخب ہوئے اور 32 سال تک اس ذمہ داری کو بتوفیق الٰہی بڑے شاندار طریقے سے سنبھالتے رہے، آخر 10 محرم 1416ھ بمطابق 10 جون 1995ء ہفتہ کی شب 70 سال کی عمر میں آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اپنے پس ماندگان میں ایک صاحب زادہ مولانا زبیر الحسن رحمۃ اللہ علیہ (جن کی وفات 18 مارچ 2014ء کو ہوئی) اور ایک صاحب زادی چھوڑ گئے، وفات کی خبر بجلی کی طرح ملک بھر میں، بلکہ پوری دنیا میں پہنچ گئی، شام کو چھ بجے نمازِ جنازہ کا وقت تھا، چنانچہ چھ بجے سے پہلے ہی اس قدر ہجوم جمع ہو گیا کہ نظام الدین آنے والے تمام راستے بند کرنے پڑے۔ تقریباً پانچ لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کی حاضری کا تخمینہ لگایا گیا، مرکزِ نظام الدین دہلی میں امیر ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں آپ مدفون ہیں۔

مصادر و مراجع

1 تذکرہ اکابر
2 سوانح حضرت جی مولانا محمد انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اشاعتِ خاص بیاد حضرت مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ
3 اکابر تبلیغ
4 تذکرۂ اسلاف و اکابر

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ

عمدۃ الخلف، بقیۃ السلف، فخر زماں، قطبِ عالم، شیخ المشائخ، سلسلۂ دعوت وتبلیغ کے مشہور ومعروف ذمہ دار، اپنے زمانے کے جلیل القدر عالم دین، محدث ومصنف، اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے شیخ الحدیث، مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی رحمہ اللہ کے بیٹے، مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ کے بھتیجے اور مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ کے چچازاد بھائی حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ تھے۔

ولادت باسعادت

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی بن مولانا محمد یحییٰ بن مولانا محمد اسماعیل صاحب کی ولادت 11 رمضان المبارک بروز جمعرات 1315ھ مطابق 1897ء کو اپنے آبائی مکان قصبہ کاندھلہ ضلع مظفر نگر یوپی میں بوقتِ رات تقریباً 11 بجے ہوئی، آپ کے دادا اس وقت نظام الدین دہلی میں تھے، ولادت کی خبر سن کر ان کی زبان سے برجستہ نکلا" ہمارا بدل آگیا" اور اسی سال شوال میں آپ دنیا سے رخصت ہوگئے۔

آپ کے دو نام رکھے گئے؛ محمد موسیٰ، محمد زکریا؛ لیکن آپ دوسرے نام سے مشہور ہوئے، شیخ الحدیث فرماتے ہیں: میرے والد مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمہ اللہ کا قیام حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ (جو علماء اور صلحاء کا مرکز سمجھا جاتا تھا) کی خدمت میں مستقل طور پر رہا کرتا تھا، والد محترم حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔

بچپن کی چند یادیں

جیسا کہ گزر چکا کہ شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کے والد محترم کا اکثر قیام حضرت

گنگوہی رحمہ اللہ کی خدمت میں رہا کرتا تھا، کبھی کبھار ضرورتاً کاندھلہ اور دہلی آتے جاتے تھے، جب شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی عمر ڈھائی سال کی ہوئی تو وہ بھی اپنی والدہ صاحبہ کے ساتھ گنگوہ چلے گئے، مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ حضرت کا جو سرپرستانہ، مربیانہ؛ بلکہ پدرانہ تعلق تھا اس کی بنا پر اس خوش نصیب بچے کو آپ کی خصوصی شفقتوں، محبت کی نگاہوں اور مقبول دعاؤں کا خوب حصہ ملا۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابھی میں ڈھائی سال ہی کا تھا حضرت ایک مرتبہ گولر کے درخت کے نیچے چارزانوں بیٹھے ہوئے تھے، میں حضرت کے پیروں پر کھڑا ہو کر حضرت سے خوب لپٹ جاتا تھا۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب میں کچھ اور بڑا ہو گیا تو راستے میں کھڑا ہو جاتا، جب حضرت سامنے سے گزرتے تو میں بڑی قرات اور بلند اواز کے ساتھ السلام علیکم کہتا، حضرت بھی از راہ محبت اور شفقت اسی لہجے اور آواز میں جواب مرحمت فرماتے تھے۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت گنگوہی کی گود میں کھیلنا، حضرت کے گھٹنوں پر پاؤں رکھنا اور گردن میں ہاتھ ڈال کر کھڑا ہونا، حضرت کے ساتھ عیدین کے موقع پر پالکی میں بیٹھ کر عیدگاہ آنا جانا، جس کو اٹھانے والے بڑے بڑے علماء اور مشائخ ہوتے تھے اور بسا اوقات حضرت کے ساتھ کھانا کھانا اور حضرت کے پس خوردہ کا تن تنہا وارث بننا، یہ سب چیزیں اب بھی انکھوں کے سامنے ہے۔

تعلیم وتربیت

ڈھائی سال اپنے آبائی وطن کاندھلہ میں گزارنے کے بعد 1318ھ میں اپنے والد کے ساتھ گنگوہ تشریف لے گئے، اور وہاں پر حضرت گنگوہی کے خاص خادم ضلع مظفر نگر کے ایک مقیم بزرگ ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب سے آپ نے قاعدہ بغدادی پڑھا، اس کے بعد تکمیل حفظ، اردو، فارسی، نحو اور صرف کی چند کتابیں والد محترم سے پڑھیں، والد

محترم کے یہاں حفظ کی تعلیم کا ایک انوکھا انداز تھا، وہ فرماتے تھے کہ قرآن کے ایک صفحے کو روزانہ بطور سبق سو مرتبہ پڑھ لو پھر دن بھر چھٹی۔

فارسی کی اکثر کتابیں اپنے چچا جان حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں، 1328ھ میں مظاہر علوم سہارن پور میں آپ نے داخلہ لیا اور عربی کی ابتدائی کتابوں سے لے کر دورۂ حدیث تک کی تعلیم وہیں مکمل کی، اس وقت 1328ھ میں آپ کے والد مظاہر علوم سہارنپور میں تشریف لا چکے تھے، اس لیے دورۂ حدیث کی اکثر کتابیں ابن ماجہ کے علاوہ انہیں سے پڑھیں، دورۂ حدیث کے سال آپ نے اس کا بڑا اہتمام فرمایا تھا کہ کوئی روایت بغیر وضو کے استاد سے نہ پڑھیں (ناصر الدین محمود اکابر وسلاطین کی زندگی نامی کتاب میں لکھتے ہیں: شاید اسی عمل نے شیخ الحدیث بنانا ہو۔) والد صاحب کی وفات کے بعد بخاری وترمذی اپنے شیخ ومرشد حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمہ اللہ سے پڑھیں۔

تعلیم میں یکسوئی

مولانا یحییٰ صاحب رحمہ اللہ کے پاس تعلیم سے کہیں زیادہ تربیت کا اہتمام ہوتا تھا، ان کے یہاں پڑھنے اور محنت کرنے سے زیادہ اس بات کی نگرانی ہوتی تھی کہ شیخ کسی لڑکے یا اپنے کسی رفیق یا کسی نوجوان کے ساتھ بے تکلف نہ ہو اور کسی سے ان کا خلا ملا نہ ہونے پائے، اس پر ان کی بڑی کڑی نگاہ رہتی تھی کہ شیخ کسی سے ہنستے، بولتے یا راستہ چلتے اگر کوئی ان کو خصوصیت کے ساتھ سلام کرتا یا ایک نماز سے زیادہ نمازوں میں کوئی ہم عمر یا نوجوان ایک دو مرتبہ ان کے برابر کھڑا ہو جاتا تو اس پر جواب طلب ہو جاتا اور تنبیہ کی نوبت والد محترم کی طرف سے آجاتی، اس ڈر سے شیخ بھی اس کی بڑی احتیاط رکھتے اور سب سے الگ تھلگ اپنے کام میں مشغول رہتے۔

مولانا یحییٰ صاحب کی احتیاط اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ اپنے یا مولانا الیاس صاحب کی ہمراہی کے بغیر مدرسے سے باہر جانے یا مجلس میں بیٹھنے کی اجازت نہ تھی، اس کا نتیجہ یہ

ہوا کہ کبھی سیر وتفریح کا شوق پیدا نہیں ہوا، اور وہ طبیعت ثانیہ بن گئی، سہارن پور میں بڑے بڑے جشن کا موقع بھی آجاتا اور نمائش ہوتی، آپ والد صاحب کی اجازت کے باوجود اس میں شریک نہ ہوتے تھے، یک سوئی اور تنہائی پسندی اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ ایک مرتبہ مدرسہ قدیم سے نیا جوتا گم ہوگیا؛ لیکن چوں کہ چھ مہینے تک باہر جانے کی نوبت نہ آئی؛ اس لیے اس کا احساس بھی نہیں ہوا۔

زمانۂ طالب علمی میں ایک مرتبہ بزرگی کا شوق ہوا، اور میں مغرب بعد حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے حجرے کے سامنے لمبی نفلوں کی نیت باندھ لی، ابا جان نے آکر ایک زور سے تھپڑ مارا کہ "سبق یاد نہیں کیا جاتا"۔

والد محترم کے یہاں میرے چچا جان کے مقابلے میں مختصر نوافل پڑھنے کے بعد تعلیم کا سلسلہ شروع ہوجاتا تھا، مجھے تو اس وقت بہت غصہ آیا کہ خود سے تو پڑھی نہیں جاتی دوسروں کو بھی پڑھنے نہیں دیتے، لیکن بعد میں یہ شیطانی حربہ سمجھ میں آیا گیا۔

تین چار سال کی عمر میں شیخ زکریا رحمہ اللہ کا اپنے والد محترم کو میں اپنا تکیہ لے آؤں کہنا اور ان کا بیٹے کو تھپڑ رسید کرنا وغیرہ وغیرہ یہ اور ان جیسے واقعات اور تربیتی ضربات کو عزیمت پر ہی محمول کیا جاسکتا ہے، شرعاً اس کی گنجائش نہیں ہے، اور موجودہ زمانے میں ایسا تربیتی نظام بظاہر ناممکن ہے۔

درس وتدریس

یکم محرم الحرام 1335ھ میں حضرت شیخ کا ۲۰/سال کی عمر میں بحیثیتِ مدرس مدرسہ مظاہر العلوم میں تقرر ہوا، اس زمانے کے اعتبار سے 15 روپے تنخواہ مقرر ہوئی، ابتداءً عربی کی ابتدائی کتابیں (اصول الشاشی، علم الصیغہ، نحو، منطق وغیرہ) زیر تدریس رہیں، پھر بتدریج ترقی ہوئی، 1341ھ میں بخاری شریف جلد اول 26 سال کی عمر میں ملی، 1374ھ میں بخاری شریف مکمل اور ابوداؤد شریف آپ کے سپرد ہوئی، 1341ھ سے لے کر 1387ھ تک تقریباً 46 سال آپ نے حدیث کا درس دیا، اس دوران

ہزاروں تشنگانِ علوم آپ سے سیراب ہوئے۔

آپ کے علمی کارنامے

آپ نے زبردست علمی کارنامے انجام دیے، ان علمی کارناموں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

ایک تو خالص علمی وتحقیقی اور دوسرا خالص دعوتی واصلاحی۔

پہلے طرز کا نمونہ اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک اور لامع الدراری علی جامع البخاری ہیں، خالص علمی وتحقیقی انداز میں آپ نے یہ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، اور دوسرے طرز کا نمونہ حکایاتِ صحابہ، فضائل اعمال، فضائل رمضان وغیرہ ہیں جو خالص دعوتی اور اصلاحی طریقے پر بانی تبلیغ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ کے حکم پر لکھا ہے، پہلے طرز کی کتابیں اہل علم میں اور دوسرے طرز کی کتابیں عوام میں مقبول ہیں۔

بہرحال! دونوں طرز کی کتابوں سے عوام وخواص مستفید ہورہے ہیں، جو آپ کا زندہ جاوید کارنامہ ہے، آپ کی تصانیف کی تعداد مطبوعہ وغیر مطبوعہ تقریباً 83 ہے۔

چند مشہور اور معروف کتابیں

خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی

حواشی بذل المجہود

اوجز المسالک شرح موطا امام مالک

الکوکب الدری

حکایات صحابہ

الاعتدال فی مراتب الرجال

فضائل حج

فضائل اعمال

فضائل صدقات

فضائل تجارت

لامع الدراری (تین جلدیں)

فضائل درود شریف

آپ بیتی

اسلام اور سیاست

روحانی کارنامہ

حضرت شیخ الحدیث نے اپنے استاذ شیخ مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت فرمائی، شیخ الحدیث رحمہ اللہ کو اللہ رب العزت نے ایسی روحانی طاقت و قوت عطا فرمائی تھی کہ آپ اپنی روحانی طاقت سے سارے عالم میں کام کر رہے تھے، آج بھی ان کا فیض ہے اور انشاء اللہ قیامت تک یہ سلسلہ فیض جاری رہے گا۔

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی نظر جس پر پڑی وہ بن گئے، چنانچہ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ پر نظر ڈالی تو وہ دیوبند اور سہارنپور کے شیخ بن گئے، حضرت شیخ رحمہ اللہ کی نظر مولانا منور حسین صاحب رحمہ اللہ پر پڑی تو ضلع پورنیہ بہار کے شیخ بن گئے، حضرت شیخ رحمہ اللہ کی نظر حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ اور حضرت مولانا محمد انعام الحسن صاحب رحمہ اللہ پر پڑی تو آپ دونوں حضرات شیخ التبلیغ بنے، آپ کی نظر کرم صاحبزادے مولانا محمد طلحہ صاحب رحمہ اللہ پر پڑی تو آپ سہارن پور کے شیخ بن گئے، آپ کی نظر خاص مولانا محمد یونس صاحب جونپوری رحمہ اللہ پر پڑی تو آپ کو مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کا شیخ بنا دیا، آپ کی نظر حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ رنگون (برما) پر پڑی تو آپ رنگون کے شیخ بنے، آپ کی نظر مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی رحمہ اللہ پر پڑی تو آپ شیخ مکہ بن گئے، آپ کی نظر مولانا یوسف صاحب متالا رحمہ اللہ پر پڑی تو آپ نے ان کو انگلینڈ کا شیخ بنا دیا۔

بہر حال! علماء، عوام، متعلقین اور محبین آپ کے سلسلے سے بے انتہا فائدہ اٹھا رہے

ہیں۔

وفات

یکم شعبان المعظم 1402ھ مطابق 24 مئی 1982ء 40:05 منٹ پر مغرب سے پہلے مکۃ المکرمہ کے ہسپتال میں چند روز زیر علاج رہنے کے بعد دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی نماز جنازہ حرم شریف کے امام عبداللہ زاحم نے پڑھائی، نماز جنازہ سے فراغت کے بعد مدینۃ منورہ میں واقع قبرستان جنت البقیع میں آپ کی تدفین کی گئی۔ مقامی افراد کے مطابق اتنا بڑا جنازہ شاید ہی کہیں دیکھا گیا ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ ہمیں ان بزرگوں کی طرح بنا دیں، آمین۔

مصادر و مراجع

1 آپ بیتی
2 حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی، مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی
3 بڑوں کا بچپن
4 حضرت شیخ مکتوبات کے آئینے میں
5 تذکرۂ اکابر